Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:7 (1984)

عشر کی اهمیت اور افادیت

حافظ احمد یار

اسلامی نظام حیات یا دین اسلام کا جہاں اپنا ایک نظام عقائد و افکار، ایک نظام زهد و عبادت ، ایک نظام اخلاق و معاشرت ، ایک نظام تعلیم و تربیت اور ایک نظام سیاست و حکومت ہے وهاں اس کا اپنا نظام معیشت بھی ہے۔ اور یہ سب " ذیلی نظام " اس مجموعی نظام حیات ۔ نظام مصطفے ﷺ یا دین اسلام کے اجزائے لاتتجزی هیں . ان میں سے کسی جزء کو باقی اجزاء سے الگ کر دیا جائے تو نہ اس جزء کی اپنی افادیت برقرار رهتی ہے اور نہ باقی اجزاء کی ۔ اس لئے کہ پھر یہ نظام حیات ۔ یا دین ۔ ناقص اور ناتمام هو کر رہ جاتا ہے۔ نظام مصطفے ایک مکمل اور مربوط نظام حیات ہے. اور اس کی پوری برکات اس کے مکمل اور پورے کا پورا نافذ هونے پر هی ظاهر هوں گی ۔ اسے جزوی طور پر نافذ کرنا تو درج ذیل آیت قرآنی کے مصداق هو گا .

أفتؤمنون ببعض الكتٰب و تكفرون ببعض ـ فما جزاء من يفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیمۃ یردون الی أشد العذاب (۱) .

(تو کیا مانتے هو بعض کتاب کو اور نہیں مانتے بعض کو ، سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جائیں سخت سے سخت عذاب میں) .

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ هر نسل اور هر زمانے کے کچھ مسائل ایسے بھی هوتے هیں جو بعض دوسرے مسائل سے زیادہ نمایاں اور زیادہ توجہ طلب هوتے هیں یا کچھ ایسی خرابیاں هوتی هیں کہ انہیں باقی خرابیوں کا سبب بھی

کہا جا سکتا ہے اور بعض دفعہ ان کا مجموعی نتیجہ بھی ۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عصر حاضر میں معیشت کی بات کرنا وقت کی بات معلوم ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کی ابتدائی تاریخ کو پتھر اور دھات کے زمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح آج کا دور معیشت کا دور ، بلکہ نظامہائے معیشت کی کشمکش کا دور ہے ۔ اور صنعتی و سائنسی ترقی نے اس کشمکش کو تندوتیز کر دیا ہے ۔ آج کی دنیا کے ، ثقلین ، میں سے ایک ۔ کمیونزم ۔ کی ساری تگ و دو کا محور مارکس اور لینن کا تخلیق اور تعمیر کردہ ایک نظام معیشت ہی تو ہے ۔ کمیونزم کی تعلیمات اور اس کی مادی فتوحات سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں بھی عصر حاضر میں نام نہاد دانشوروں کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ انسان کا اصل مسئلہ روٹی ، کپڑا اور مکان ہی ہے اور انسانی معاشرہ کے تمام مسائل کا سبب اور حل بھی نظام معیشت اور صرف نظام معیشت ہی میں مضمر ہے اور وہ اپنے پسندیدہ نظام معیشت (کمیونزم) کو ہی تریاق سمجھے ہوئے ہیں ۔ چنانچہ دنیا کو اس غلط فہمی بلکہ مغالطہ سے نکالنے اور بچانے کیلئے نبوی نظام معیشت کی تفصیلات اور اس کی افادیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے ۔

اس ضمن میں یہ بات سب سے پہلے ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کمیونزم یا دیگر لادینی اور جاہلی نظامہائے حیات میں تمام ذیلی نظام یا شعبہ ہائے حیات مثلاً اخلاق ، معاشرت ، تعلیم ، سیاست وغیرہ سب نظام معیشت کے تابع یا اس پر مبنی ہوتے ہیں ۔ اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کے مطابق نظام معیشت کو اتنی بنیادی اہمیت حاصل نہیں ہے بلکہ نظام معیشت کو خود کچھ ایسی فکری ، اخلاقی اور روحانی بنیادیں درکار ہیں جو معیشت کے ڈھانچے کو قائم اور برقرار رکھ سکیں ۔ وہ معیشت جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے چودہ سو سال پہلے انسانیت کو دعوت دی اور جسے عملاً نافذ و قائم فرمایا ۔ اس معیشت اور اس کی کامیابی کا راز سمجھنے کیلئے سب سے پہلے ، نبوی ترتیب کار اور لائحہ عمل کے مطابق ، افکار و کردار کی اصلاح کے بنیادی اصول مثلاً توحید ، رسالت ، آخرت ، تقوی ، عدل اور احسان وغیرہ کو اختیار کرنا ضروری ہے .

نبوی نظام معیشت کی بنیاد دو امور پر رکھی گئی ہے . کسب حلال اور انفاق مال ۔ اور قرآن و سنت میں ان ھی دو امور کی تفصیل پر اتنا مواد موجود ہے جو ایک مستقل تالیف کا محتاج ہے ۔ ظلم و اعتداء اور تطفیف و ربا کی حرمت ہو یا عدل و احسان اور زکوۃ و صدقات کا وجوب ۔ یہ تو اس کے صرف چند نمایاں خدوخال ھیں ۔ عشر کا تعلق ۔ نظام مصطفے ﷺ یا نبوی نظام معیشت کے اس دوسرے جزء ۔ انفاق مال سے ہے ۔

عشر کے لفظی معنی ھیں کسی چیز کا دسواں ($\frac{1}{10}$) حصہ ۔ عشر زکوۃ ھی کی ایک صورت یا نوع ہے جو زمینی اور زرعی (کھیتوں ، باغات وغیرہ کی) پیداوار میں سے ادا کی جاتی ہے ۔ چونکہ اس کی شرح بالعموم کل پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) اور بعض صورتوں میں نصف العشر (بیسواں حصہ) مقرر ہے اس لئے زکوۃ کی اس قسم پر عشر کا لفظ اس طرح استعمال ہونے لگا گویا یہ زکوۃ کے علاوہ کوئی اور شے ہے مثلاً زکوۃ و عشر کی ترکیب ۔ حالانکہ عشر بھی زکوۃ کی دیگر اقسام کی طرح صدقات (واجبہ) میں ھی شامل ہے ۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ حدیث و فقہ کی بہت سی کتابوں میں زکوۃ کے بیان کے ضمن میں عشر کیلئے کوئی الگ ذیلی عنوان بھی قائم نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے احکام زکوۃ کے عمومی عنوان ۔ کتاب یا باب ۔ کے تحت ھی مذکور ہوتے ھیں اور بعض دفعہ اسے زکاۃ الغلات (۲) ، یا زکوۃ الحبوب والثمار (۳) سے بھی تعبیر کر دیتے ھیں ۔

تمام فقہاء و ائمہ کے نزدیک زکوۃ جس میں عشر بھی شامل ہے کی

وصولی اور تقسیم کا انتظام اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اس لئے کہ یہ بات نہ صرف قرآن کریم کی آیت .

„ الذین ان مکناهم فی الارض أقاموا الصلوة و أتوا الزکوة و أمروا بالمعروف ونهوا عن المنکر (۳) ۔

(وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوة اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے) میں بیان ہوئی ہے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کی سطح پر ہر قسم کی زکوة کی وصولی اور تقسیم کا نظام نافذ اور رائج فرمایا اور اس کے نصاب اور شرح وغیرہ سے متعلق جزئی تفصیلات تک خود مہیا فرمائیں .

عشر کی شرعی اہمیت کو سمجھنے کیلئے حسب ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہئے ۔

۱ ۔ زکوة کی فرضیت کے بارے میں قرآن و سنت اور اجماع صحابه (خصوصاً عہد صدیقی میں فتنہ ارتداد اور فتنہ انکار زکوة کے ضمن میں ان کے موقف) سے جس قدر دلائل معلوم ہوتے ہیں ، اور جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے ، ان سب کا اطلاق عشر پر بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عشر زکوة ہی کی ایک قسم ہے۔

۲ ۔ زکوة کی دیگر اقسام (زکوة العین ، زکوة الماشیه یعنی سونا چاندی ۔ نقدی مال تجارت یا مویشی وغیرہ کی زکوة) کے مقابلے پر عشر (زرعی پیداوار پر زکوة) کو ایک خصوصی اہمیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس کا ذکر اور حکم قرآن کریم میں خصوصاً الگ بھی بیان ہوا ہے ۔ تمام مفسرین اور فقہاء کا صحابہ اور تابعین کے اقوال کی روشنی میں اس پر اتفاق ہے کہ آیت مبارکہ

وهو الذی أنشأ جنت معروشات و غیر معروشات والنخل والزرع مختلفاً أكله والزیتون والرمان متشابها و غیر متشابه . کلوا من ثمره اذا أثمر وأتوا حقه یوم حصاده ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین (۵) ۔

(اور اسی نے پیدا کئے باغ جو ٹیٹوں پر چڑھائے جاتے ھیں اور جو ٹیٹوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی کے مختلف ھیں ان کے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی ، کھاؤ ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ان کا حق جس دن ان کو کاٹو ، اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو ، خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے)

اس آیت میں خصوصاً اتوا حقه یوم حصاده (کہ تم کھیتی کے کٹنے ۔ یعنی فصل کی برداشت کے موقع پر اس کا حق ادا کرو) کے حکم میں بیان کردہ حقه سے عشر (اور نصف عشر) یعنی زرعی پیداوار کی زکوۃ مراد ہے۔ فصلوں اور اجناس کے اختلاف کے ساتھ اس ,, صدقه زرعی ،، یعنی عشر کے وجوب یا استحباب کی بحث سے قطع نظر جو بات مذکورہ بالا آیت کریمہ سے قطعی طور پر ثابت ہے اور جس سے کسی بھی مکتب فقہ کو اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ کھیت اور زرعی پیداوار میں مستحقین کو ایک حق شرعی حاصل ہے

۳۔ اسی طرح آیت کریمہ ۔ یاایها الذین آمنوا أنفقوا من طیبت ما کسبتم ومما أخرجنا لکم من الأرض (٦)

(اے ایمان والو : اپنی نیک کمائی سے اور اس میں سے جو ھم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو) میں بھی فرضیت عشر پر واضح دلیل موجود ہے .

۴ ۔ عشر کے وجوب بلکہ اس کے نصاب اور شرح کے بارے میں فرامین نبویہ ۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل امور سامنے آتے ھیں

۱ . فیما سقت السماء والعیون أو کان عثریاً العشر وما سقی بالنضح نصف العشر ۔

(جس زمین کو آسمان ، بارش یا چشموں نے سیراب کیا یا عثری ھو یعنی دریا سے سیراب ھوتی ھو ۔ یعنی بارانی اور سیلابی زمینوں کی پیداوار میں زکوۃ

عشر ($\frac{1}{10}$) ہے اور جس زمین کی سیرابی کے لئے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں ۔ یا جانور کے ذریعے کھینچا جاتا ہو تو اس کی پیداوار میں زکوۃ نصف عشر ($\frac{1}{20}$) ہوگی ۔

۲ . عن موسی بن طلحه قال عندنا كتاب معاذ بن جبل عن النبی صلی الله علیه وسلم فيه : أن يأخذ الصدقة من الحنطة والشعير والزبيب والتمر (یعنی موسی بن طلحه کے پاس حضرت معاذ بن جبل کے نام آنحضرت ﷺ کا وہ فرمان موجود تھا جس میں ان کو گندم ، جو ، کشمش اور کھجور پر صدقہ (زکوۃ عشر) وصول کرنے کا حکم دیا گیا تھا) ۔

۳ . أخرج عبدالرزاق عن عمر بن عبدالعزيز وعن مجاهد و عن ابراهيم النخعی : فيما انبتت الارض من قليل و كثير العشر (عبدالرزاق نے اپنی مسند میں) عمر بن عبدالعزیز و مجاهد اور ابراهیم النخعی جیسے بزرگ تابعین سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ زمین سے جو کچھ پیداوار حاصل ہو اس میں عشر ہوگا (۷) ۔

۴ . فيما سقت الانهار والغيم العشور وفيما سقى بالسانية نصف العشر (دریائی (یعنی سیلابی) اور بارانی زمینوں کی پیداوار پر عشر ($\frac{1}{10}$) اور رہٹ یا ڈول وغیرہ سے آبپاشی کی صورت میں نصف عشر ($\frac{1}{20}$) زکوۃ ہوگی)(۸)۔

۵ . وفی رواية فيما سقت السماء والانهار والعيون او كان بعلا العشر وفيما سقى بالسوانی أو النضح نصف العشر (یعنی بارش ، دریا اور چشموں سے سیراب ہونے والی یا جسے پانی کی ضرورت ھی نہ پڑے یعنی مدت تک " وتر " رکھنے والی زمین مثلاً کھجوروں کے باغات والی زمین ، ان سب پر زکوۃ عشر ($\frac{1}{10}$) ہوگی اور رہٹ یا ڈول وغیرہ مصنوعی ذرائع آبپاشی کی صورت میں نصف العشر ($\frac{1}{20}$) زکوۃ ہوگی)(۹)۔

۵ ۔ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے زکوۃ کی دیگر اقسام کی طرح زکوۃ الزروع (عشر) کے احکام صرف بیان ھی نہیں فرمائے بلکہ عملاً انہیں نافذ

فرمایا ۔ آپ نے صدقات کی وصولی کے لئے عامل مقرر فرمائے ۔ جس میں عشر بھی شامل تھا ۔ کتب سیرت و تاریخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملین زکوۃ و صدقات کے ناموں کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں ۔ مثلاً زیادہ تفصیل میں گئے بغیر ہم صرف اشارۃً ذکر کرتے ہیں کہ ابن ھشام نے سیرت میں ایسے آٹھ عمال وامراء کے نام دیئے ہیں اور جس جس علاقے کیلئے وہ مقرر کئے گئے تھے اس کا بھی ذکر کیا ہے (١٠) کتاب المحبر میں ایسے سولہ (١٦) آدمیوں اور ان سے متعلق علاقوں یا قبائل کے نام مذکور ہیں (١١) ۔

٦ ۔ قرآن وسنت سے ثابت مذکورہ بالا دلائل ہی کا نتیجہ ہے کہ فرضیت عشر کے بارے میں تمام مکاتب فقہ متفق ہیں . اور ہر مسلک و مذہب کی کتب فقہ میں زکوۃ کے ضمن میں عشر کے احکام بھی بیان ہوئے ہیں اختلاف ہے تو اطلاقی جزئیات میں ورنہ اصل فرضیت پر سب کا اتفاق ہے اور زرعی پیداوار میں سے گندم ، جو ، کشمش اور کھجور کی پیداوار پر عشر کے واجب ہونے تک تو سب متفق ہیں ۔

٧ ۔ تمام اسلامی حکومتوں کے لئے محصول اراضی کی اس صورت کے احکام و قوانین جو مسلمانوں سے مختص ہیں ان کو غیر مسلموں سے وصول کئے جانے والے محصول اراضی سے الگ اور ممتاز کرکے بیان کیا گیا ہے اور متعدد و مختلف کتب الاموال اور کتب الخراج اس پر دال ہیں ۔

٨ ۔ پاکستان میں نظام عشر کی اہمیت اس لحاظ سے کچھ اور بھی زیادہ ہے کہ یہاں برطانوی غلامی سے آزادی اور اسلامی قوانین کے سو ڈیڑھ سو سال تک معطل رہنے کے بعد پہلی مرتبہ نظام عشر کا اسلامی قانون نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

یہاں یہ بات بیان کرنا بھی مناسب اور ضروری ہے کہ بعض اہل علم کی رائے میں پاکستان میں عشر وصول کرنا ہی جائز نہیں ہے اس لئے کہ اسے مسلمان فاتحین نے بزور تلوار فتح کیا اور ایسے مفتوحہ علاقوں کی زمینیں

عشری نہیں خراجی شمار ہوتی ہیں ۔ عشری زمینیں صرف وہ ہیں جن کے مالک شروع سے ہی مسلمان ہو گئے تھے یا جن علاقوں نے بخوشی اسلامی حکومت سے ابتداء میں ہی الحاق کر لیا تھا ۔

اس بارے میں امام ابوحنیفه کا موقف یا فتوی کتاب الاموال میں ابو عبید القاسم ابن سلام نے بیان کیا ہے : لافرق عنده بین ما کان من الارض صلحاً وبین ما کان عنوة ۔ فاذا اسلموا جمیعا ردت ارضهم کلها الی العشر مثل باقی اراضی المسلمین وزالت عنها صفة الخراجیة (۱۲) (یعنی ان کے نزدیک زمین یا علاقه بصلح حاصل ہوا یا بزور تلوار اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا ۔ جب ان زمینوں کے مالک سب مسلمان ہو گئے تو ان کی زمین بھی دوسرے مسلمانوں کی اراضی کی طرح عشری ہو جائیں گی اور ان کا خراجی ہونا باقی نہ رہے گا) بلکه صاحب کتاب الاحوال نے اس پر ایک بڑی وزنی دلیل یه قائم کی ہے که :
لأنهم حين أسلموا صاروا من اهل الزكوة فتصير ارضهم التي كانوا ،
علیها عشریة (۱۳) (یعنی سیدھی سی بات ہے که جب وہ مسلمان ہو گئے تو وہ اصحاب زکوۃ میں سے ہو گئے یعنی ان پر زکوۃ واجب ہو گئی تو ان کی زمینیں بھی جن کے وہ مالک ہیں عشری ہو گئیں ۔ اس لئے که عشر بھی زکوۃ ہی تو ہے) ۔

یہی وجه ہے که بلاد اسلامیه میں جوں جوں آبادی کی اکثریت مسلمان ہوتی گئی عملاً ان کی زمینیں عشری ہی سمجھی گئیں ۔ اس لئے که جیسا که ابھی بیان ہوا اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں که جس ملک یا علاقے کے باشندے برضا و رغبت خود ہی اسلام قبول کر لیں یا اسلامی حکومت سے الحاق قبول کر لیں تو ان کی زمینیں عشری ہوں گی خراجی نہیں ہونگی ۔ حتی که اسلامی یا غیر اسلامی حکومتیں اگر اپنی طرف سے کوئی لگان (خراج) ، مالیه آبیانه وغیرہ بھی وصول کرتی تھیں تب بھی پابند شریعت مسلمان ہمیشه اپنے طور پر اپنی زرعی پیداوار پر ازخود عشر نکال کر مستحق

لوگوں میں تقسیم کرتے چلے آئے ھیں ۔

۹ ۔ برصغیر کی اراضی کے عشری یا خراجی ھونے پر اگر کوئی اختلاف تھا بھی تو پاکستان کے قیام کے بعد کم از کم پاکستان کی حد تک تو صورت حال بالکل بدل گئی ہے ۔ پاکستان کے عوام نے تو یہاں اسلام کے نفاذ کے لئے اپنی رضا و رغبت کا اظہار ھی نہیں کیا بلکہ اس کی خاطر بڑی قربانیاں دی ھیں ۔ پاکستان کی اراضی کو فوج کی مفتوحہ اراضی کہہ کر عشری کی بجائے خرابی قرار دینا فقہی بےبصیرتی کے علاوہ ، کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ۔ اس سے کہنے والوں کی نہ صرف فقہ اسلامی سے ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ تحریک پاکستان کے مقاصد سے بھی لاعلمی کا پتہ چلتا ہے ۔

۱۰ ۔ عشر کی شرعی اھمیت اور فرضیت کے علاوہ معاشرے کے لئے اس کی افادیت اور عوام کیلئے اس کے فیوض و برکات کے کچھ پہلو بھی مدنظر رکھنا چاھئیں ۔ دنیا کے بیشتر ملکوں کی معیشت زرعی رھی ہے اس لئے زرعی محصولات ھمیشہ سے حکومت کی آمدنی کی ایک اھم مد رھے ھیں زرعی زمینوں پر لگان ۔ مالیہ یا آبیانہ وغیرہ کے نام پر حکومت کچھ نہ کچھ ٹیکس وصول کرتی ہے ۔ زکوۃ جس میں عشر بھی شامل ہے کی نوعیت اور اغراض و مقاصد عام زرعی ٹیکسوں سے بالکل مختلف ھیں ۔ اس میں تعبد (عبادت ھونے) کا پہلو موجود ہے ۔ حکومتوں کے ٹیکسوں کو تو لوگ ناپسند بھی کرتے ھیں اور ان کی ادائیگی سے مختلف طریقوں پر راہ فرار بھی اختیار کرتے ھیں ۔ مگر زکوۃ و عشر میں تو دینے والے کو الٹا یہ خطرہ بھی لگا رھتا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں قبول بھی ھوا یا نہیں ؟

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ عام ٹیکسوں کی بجائے زکوۃ (اور عشر) کے مصارف مختص اور مقرر ھیں ۔ غیر اسلامی حکومتوں بلکہ اسلامی حکومتوں کے عام ٹیکسوں اور زکوۃ میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ زکوۃ معاشرے کے

مستحق افراد میں تقسیم کرنے کے لئے وصول کی جاتی ہے۔ یہ امیروں سے لے کر غریبوں پر خرچ کی جاتی ہے اور اس کی یہی امتیازی خصوصیت اس حدیث شریف میں بیان ہوئی ہے کہ تؤخذ من أغنیائهم وتود الی فقرائهم (یہ ان کے امیروں سے لی جاتی ہے اور ان کے فقیروں کی طرف لوٹائی جاتی ہے) جب کہ " سرکاری ٹیکس " عموماً غریبوں سے وصول کرکے مراعات یافتہ افسروں اور حکومت کے بڑے لوگوں کو مختلف سہولتیں بہم پہنچانے پر صرف کئے جاتے ہیں۔

عشر ایک زرعی محصول ہے اور جن ممالک کی معیشت زرعی ہے وہاں اگر ایک زرعی محصول بھی (جیسے کہ عشر ہے) عوام اور صرف غریب عوام کی ضروریات اور بہتری کے لئے مختص کر دیا جائے تو ہزاروں افراد کے لئے معاشی پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

پاکستان جیسے زرعی ملک میں اگر نظام عشر صحیح شرعی تقاضوں کے مطابق نافذ ہو جائے تو یقین کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم دیہات کی حد تک (جو بوقت ضرورت بھی راشننگ کے نظام سے متمتع نہیں ہو پاتے) روٹی اور بھوک کا مسئلہ تو سو فیصد حل ہو جائیگا۔ کیونکہ عشر جنس کی صورت میں وصول کرکے مقامی مستحقین میں بصورت اجناس ھی تقسیم کر دیا جائے جس طرح عہد رسالت میں کیا جاتا تھا تو ہر مستحق کنبہ کو اس کی سال بھر کی خوراک کی ضروریات سے بے فکر کیا جا سکتا ہے۔ جن اجناس میں عشر ادا کرنا واجب ہے اور اس میں گندم ، جو ، کشمش اور کجھور کی حد تک تو کسی بھی مکتب فکر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صرف ان میں عشر وصول کرنے کے علاوہ حکومت کو بھی چاھیئے کہ وہ ابلاغ عامہ کے ذرائع سے یہ کام لے اور علماء ر خطیب حضرات کو بھی چاھیئے کہ وہ اس بات کی تعلیم اور تبلیغ پر زور دیں کہ زمیندار لوگ صرف اجناس خوردنی میں سے ھی نہیں بلکہ ہر قسم کی زرعی پیداوار میں سے رضاکارانہ عشر نکالیں ۔اور ان اشیاء

سے محروم لوگوں کو خدا کی دی ہوئی ان زرعی نعمتوں میں اپنے ساتھ شریک کریں ۔ اگر وہ مستحق اور غریب لوگوں کو سبزی یا پھل ہی کی صورت میں از خود عشر ادا کریں تو اس کے باعث ثواب ہونے میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں ان نعمتوں سے محروم افراد کو اپنے ساتھ کسی درجے میں بھی شریک کرنا شکر نعمت کی بہترین صورت ہے۔

حوالہ جات

۱ ۔ القرآن ، البقرة : ۸۵

۲ ۔ محسن الطباطبائی ، منهاج الصالحین : ص ۳۰۹

۳ ۔ ابن رشد ، بدایة المجتهد : ص ۲۳۹

۴ ۔ القرآن ، الحج : ۴۱

۵ ۔ القرآن ، الانعام : ۱۴۱

٦ ۔ القرآن ، البقرة : ۲٦۷

۷ ۔ ملخصاً از مشکوٰة باب ما یجب فیه الزکوٰة

۸ ۔ شیخ منصور علی ناصف، التاج الجامع للاصول ، جلد دوم ص ۷ تلخیص

۹ ۔ ایضاً

۱۰ ۔ سیرت ابن ھشام جلد دوم ص ٦۰

۱۱ ۔ محمد بن حبیب البغدادی ، کتاب المحبر ، ص ۲۷ ۔ ۱۲٦

۱۲ ۔ ابوعبید ، کتاب الاموال ص ۱۵۵ ، طبع القاهرة ۱۳۸۳ ھ .

۱۳ ۔ ایضاً ص ۱۵۵ حاشیه

★ ★ ★ ★ ★